والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

در ایام میمنت فرجام کتاب لاجواب مسمی به

صفات متشابہات

سنہ ۱۳۰۶ھ

از تصنیف محمد خلیل الرحمن برہان پوری

در مطبع حسینی واقع حیدرآباد

ان کی اقتداء نماز میں جائز نہیں صفحہ ۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثنای جناب الٰہی وصلوٰۃ وسلام نامتناہی بروح مبارک حضرت رسالت پناہی سید المرسلین و خاتم النبیین و آلہ واصحابہ اجمعین التماس یہ ہے کہ فرقۂ مجسمہ و مشبہہ جو اپنے اعضا کے مانند حق سبحانہ کا جسم و اعضا ثابت کرتے ہین اور عرش پر مکان اور سکونت اللہ تعالیٰ کی سمجھتے ہین اونکے حال سے بعضے احباب نے سوال کیا لہذا اُنکے عقیدۂ باطلہ کا مختصر رد لکھا فرود ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ آیۂ شریفہ ثم استوی علی العرش آیات متشابہات سے ہے یعنے پھر قایم ہوا عرش پر تفسیر مدارک التنزیل جو اہل سنت جماعت کے نزدیک معتبر ہے اور مصنف اُسکے مولانا عبداللہ بن احمد حافظ الدین ابو البرکات النسفی

نسفی ہین جو مولف کنز الدقائق ومتا رحمن نور الانوار وغیرہ کے تفسیر سورہ
اعراف مین لکھے ہین اضاف الاستیلاء الی العرش وان کان
سبحانہ وتعالی مستولیا علی جمیع المخلوقات لان العرش
اعظمها واعلیها وتفسیر العرش بالسریر والاستواء بالاستقرار
کما یقوله المشبهة باطلة لانه تعالی کان قبل العرش والمکان
وهو الان کما کان لان التعیین من صفات الاکوان والمنقول
عن الصادق والحسن وابی حنیفة ومالک رضی الله عنهم الاستواء
معلوم والتکیف فیه مجهول والایمان به واجب والجحود به کفر والسوال عنه بدعة
یعنے سبت کیا غلبہ کے عرش کی طرف اگرچہ ہے اللہ تعالی غالب سب
مخلوقات پر اسواسطے کہ عرش اعظم مخلوقات ہے اور بلند زیادہ ہے اور
تفسیر عرش کی ساتھ تخت کے اور استوا کے ساتھ آرام گاہ کے کہ مشبہہ
کہتے ہین باطل ہے اسواسطے کہ موجود تھا اللہ تعالی قبل پیدا ہونے عرش
اور مکان کے اور اب ہے جیسا کہ جب تھا اسواسطے کہ معین کرنا جایکا
صفات مخلوقات سے ہے اور روایت ہے امام جعفر صادق اور
خواجہ حسن بصری اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک سے رضی اللہ عنہم کہ استوا
معلوم ہے اور کیفیت اوسکی نامعلوم ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور انکار
اوسکا کفر ہے اور سورہ یونس کی تفسیر مین مذکور ہے ثم استوی علی العرش
ای استولی تقدس الدیان جل وعلا عن المکان والمعبود عن
الحدود یعنے غالب ہوا عرش پر بیشک پاک ہی حق سبحانہ

اور برتر ہے مکان سے اور منزہ ہے معبود حدود سے شش جہت کی اور
سورہ سجدہ مین مذکور ہے استوی علیہ باجلالہ یعنے غالب ہوا عرش پر
بسبب نفو پیدا کرنے اوسکے اور سورہ طہ مین لکھا ہے استوی عن الزجاج
ونبہ بذکر العرش وھو اعظم المخلوقات علی غیرہ وقیل
لما کان الاستواء علی العرش وھو سریر الملک مما
یردف الملک جعلوہ کنایۃ عن الملک فقالوا استوی فلان
علی العرش ای ملک وان لم یقعد علی السریر البتۃ وھذا
کقولک ید فلان مبسوطۃ ای جواد وان لم یکن لہ ید راسا و
المذھب قول علی رضی اللہ عنہ الاستواء غیر مجہول والتکیف
غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ
لانہ تعالی کان ولا مکان قبل خلق المکان لم یتغیر عما کان
یعنے غالب ہوا بقول زجاج کے اور تنبیہ کیا ذکر عرش سے کہ وہ اعظم مخلوقات
ہے اور قول بعض یہ ہے کہ استوا عرش سے مراد تخت پادشاہی ہے کہ
اشارہ اوس سے غلبہ سلطنت کا ہے یعنے مالک ہوا تخت کا اگرچہ
نہ بیٹھے تخت پر جیسا کہ کہا جاوے ہاتھ فلان کا کشادہ ہے یعنے سخی ہے
اگرچہ اوسکو ہاتھ نہ ہو حقیقت مین اور مذہب اہل سنت کا فرمودہ حضرت علی
مرتضے کا ہے کہ استوا نامعلوم نہین ہے اور کیفیت اوسکی عقل مین نہین آتی
ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوس کے ماہیت سے بدعت
ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی موجود تھا اوسوقت کہ مکان موجود نتھا پیشتر پیدا ہونے

سے مکان کے اور نہ بدل گیا حال اوسکا جس طور سے کہ اول تعلق
قال البیضاوی فی انوار التنزیل فی تفسیر سورۃ السجدۃ
ثم استوی الی السماء قصد الیہا بارادتہ
یعنے قصد کیا طرف آسمان کے ساتھ ارادہ اپنے وقال فی سورۃ الاعراف
ثم استوی علی العرش استوی امرہ او استولی وعن اصحابنا
ان الاستواء علی العرش صفۃ اللہ تعالی بلا کیف
والمعنی ان لہ تعالی استواء علی العرش علی وجہ الذی عناہ منزہا عن الاستقرار
یعنے استوا کی یہ مراد ہے کہ غالب ہوا حکم اللہ تعالی کا عرش پر اور روایت
ہے بعض شافعیہ سے کہ استواء عرش پر صفت اللہ تعالی کی ہے بغیر کیفیت
کے معنے اوسکے یہ ہین کہ واسطے اللہ تعالے کے استواہے عرش پر
جسطور سے کہ ارادہ کیا ہے اوسنے درحالیکہ منزہ ہے مقرر کرنے سے
مکان کے اور ثم استوی الی السماء کی تفسیر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے
لکھے ہین باز راست متوجہ شد بسوی آسمان پس استوا کا معنے استقرار او
جلوہ و نشست نہین ہے بلکہ یہ آیات متشابہات سے ہے او اس
مضمون کے آیات متشابہات بہت ہین از انجملہ وھو القاھر فوق
عبادہ یعنے وہ غالب ہے اپنے بندون پر ید اللہ فوق ایدیہم
یعنے ہاتھ اللہ تعالی کا اوپر ہاتھ اونکے ہے ونحن اقرب الیہ منکم
ولکن لا تبصرون یعنے ہم انسان کے نزدیک ہین تم سے زیادہ پر تم
نہین دیکھتے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم نزدیک ہین طرف انسان کے
زیادہ شہرگ سے وھو معکم اینما کنتم یعنے اللہ تعالی ہے ساتھ
تمہارے جس جائے تم ہو وفی انفسکم افلا تبصرون یعنے بیچ ذاتون تمہارے

کیا تم نہیں دیکھتے واذا سألك عبادی عنی فانی قریب یعنی جب سوال کرین
تم سے بندے میرے حال سے میرے تو بیشک مین نزدیک ہون
وکان اللہ بکل شیء محیطا یعنی ہے اللہ تعالے ہر شے کو احاطہ
کرنیوالا الا انہ بکل شیء محیط یعنی آگاہ ہو بے شک وہ احاطہ کیا ہی ہر چیز کو ان اللہ
قد احاط بکل شیء علما یعنی بیشک اللہ تعالی گھیرے ہی ہر شی کو علم مین واللہ
من ورائہم محیط یعنی اللہ تعالی پس وپیش اونکے محیط ہی فاینما
تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جس طرف تم منہ کرو وہان ہی منہ ہی
اللہ تعالے هل ینظرون الا ان یأتیہم اللہ فی ظلل من الغمام کیا انتظار کرتے
ہین مگر یہ کہ آوی انکی طرف اللہ تعالے سایہ بادلون مین ابر کے وجاء
ربك والملك صفا صفا یعنی اوسکا رب آیا اور فرشتے صف صف ثم دنی
فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یعنی پھر نزدیک ہوا اور نزدیک ہوا پس تھا
اندازہ بین دو کمان کے یا نزدیک زیادہ اوس سے کل شیء
ھالك الا وجہہ یعنی ہر چیز فنا ہونی والی ہے مگر اوسکا منہہ ویبقی
وجہ ربك ذو الجلال والاکرام یعنی باقی رہیگا منہہ رب کا تمہارے
صاحب بزرگی اور تعظیم کا تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك
یعنی جانتا ہے تو میرے جی مین ہے اور نہین جانتا مین جو تیرے
جی مین ہے واصبر لحکم ربك فانك باعیننا یعنی صبر کرو واسطے حکم
تمہارے رب کے بے شک تم سامنے ہمارے آنکھون کے ہو
والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ
یعنی زمین سب قبضہ مین اوسکے ہوگی دن قیامت کے اور سب
آسمان لپیٹے جاوینگے دست راست سے اوسکے ونفخت فیہ من روحی

یعنی پھونکا مین نے قالب بین آدم علیہ السلام مین جان سے اپنے
واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ جانو تم کہ اللہ تعالی حائل ہوتا ہے
درمیان انسان کے اور دل اسکے وناديناه من جانب الطور الایمن یعنی ندا کی
ہمنے موسے علیہ السلام کو طرف راست سے کوہ طور کے تعظیما میں
اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنے نہین تیر چلایا تنے
جسوقت کہ تیر چلایا لیکن اللہ تعالے نے تیر چلایا اور احادیث متشابہات
اس مضمون کے بہت ہین بنظر اختصار چند روایات معتبر ذکر ہوتی
ہین فی باب قیام اللیل من مشکوٰۃ المصابیح عن ابی ھریرہ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلۃ
الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر یقول من یدعونی
فاستجیب لہ من یسالنی فاعطیہ من یستغفرنی فاغفر لہ یعنی
نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر شب طرف آسمان دنیا کے
جبکہ باقی رہتی ہے تہائی رات پچھلی فرماتا ہے کہ کون ہے کہ پکارے
مجکو پس قبول کرون مین واسطے اوسکے کون ہے کہ مانگے پس دون
مین اوسکو کون ہے کہ بخشش چاہے مجھسے پس بخشون مین اوسکو
روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی نازل ہوتا ہے حکم اوسکا اور
رحمت اوسکی یا ملائکہ اوترتے ہین وفی مشکوٰۃ المصابیح
فی الفصل الثالث من باب المساجد عن انس قال رای النبی صلی اللہ علیہ
وسلم نخامۃ فی القبلۃ فشق ذلک علیہ حتی رئی فی وجہہ فقام
فحکہ بیدہ فقال ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانما یناجی
ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ

رواه البخاری یعنے ملاحظہ کئے نبے صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوک
طرف قبلہ کے پس مکروہ ہوا یہ فعل حضرت پر یہان تک کہ معلوم ہوی
کراہت چہرہ مبارک مین پس کھڑے ہوکر صاف کئے اوسکو
دست مبارک سے اور فرمایے کہ ایک تم مین سے جب کھڑا
ہوتا ہے نماز مین مناجات کرتا ہے اپنے رب سے اور بیشک رب
اوسکا ہوتا ہے درمیان اوسکے اور درمیان قبلہ کے اور باب
ذکر اللہ مین وارد ہے وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی و
انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسی ذکرتہ فی نفسی وان
ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم
رواہ البخاری ومسلم یعنے فرماتا ہے اللہ تعالی مین نزدیک گمان
بندہ اپنے کے ہون جو ساتھ میرے کرتا ہے اور مین ساتھ
اوسکے ہون جب یاد کرتا ہے مجکو اگر یاد کرتا ہی اپنے جی مین
یاد کرتا ہون مین اوسکو اپنے جی مین اور اگر یاد کرتا ہے مجکو جماعت مین
یاد کرتا ہون مین اوسکو جماعت مین کہ وہ بہتر ہے اوس جماعت سے
یعنے ملائکہ وعنہ ایضا قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ
رواہ البخاری یعنے فرماتا ہے اللہ تعالے مین ساتھ بندہ اپنے

جب یاد کرے مجکو اور حرکت کرین ساتھہ یاد میرے ہونٹھہ اوسکے

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الله تعالی من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة رواه مسلم یعنے جو کہ نزدیکی دہونڈے مجھسے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہون مین اوس سے ایک ہاتھہ اور جو کہ نزدیکی دہونڈے مجھسے یکہاتھہ نزدیک ہوتا ہون مین اوس سے مقدار پہیلانے دو ہاتون کے اور جو کہ آتا ہے میرے پاس چلکر آتا ہون مین اوس پاس دوڑکر وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها رواه البخاری یعنے ہمیشہ رہتا ہی بندہ میرا کہ نزدیکی دہونڈتا ہی طرف میرے ساتھہ نفلون کے یہانتک کہ دوست رکھتا ہون مین اوسکو پس ہوتا ہون سنوائی اوسی کہ سنتا ہی ساتھہ اوسکے اور بینائی اوسکی کہ دیکھتا ہے ساتھہ اوسکے کہ ہاتھہ اوسکا کہ پکڑتا ہے ساتھہ اوسکے کہ پانون اوسکا کہ چلتا ہے ساتھہ اوسکے یعنی جو کام کرتا ہی موافق حکم آلہی کرتا ہے اور الله تعالی اوسکی ہر کام مین تائید

کرتا ہے یہ حدیث قرب و معیت ذاتی کے دلیل ہے اور یہ سب احادیث
متشابہات سے ہین اور جامع ترمذی مین بیچ تفسیر سورہ حدید کے ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض
السفلی لہبط علی اللہ ثم قرء ھو الاول والاخر
والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم ۃ

یعنے قسم ہی اوس ذات کی کہ جان محمد کی ہاتھہ مین اوسکے ہی اگر ڈالو تم رسی
نیچے کی زمین تک یعنے ساتوین زمین تک البتہ اوتریگی اللہ تعالیٰ پر پھر پڑھے
حضرت نے آیت کہ ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ اللہ تعالے اول ہے اور آخر
اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ جاننے والا ہے ہر شئے کا پس آیات
متشابہات پر ایمان لانا واجب ہے اور تاویل اوسکی جو موافق آیات محکمات کے
ہو حسب ضرورت جایز ہی چنانچہ ارشاد حق سبحانہ تعالیٰ کا یہ ہی ھو الذی

انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب
واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون
ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم
یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولو الالباب

یعنے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا کتاب پھر بعضی اوسکے آیات محکمات ہین کہ وہ
اصل کتاب کی ہی اور دوسرے متشابہات ہین جو لوگونکے دلو نمین کجی ہے پس تابع
ہوتے ہین اوس چیز کے کہ شبہہ ہوا اوس سے بخواہش گمراہی کے
اور تلاش کرتے ہین تاویل اوسکی اور نہین جانتا ہی تاویل اوسکی کوئی سوا ایسے

اللہ تعالےٰ کے اور جو مضبوط ہین علم مین کہتے ہین ایمان لائی ہم ساتھہ اون
آیات کے سب نزدیک سے ہمارے رب کے ہین اور نہین سمجھتے ہین
مگر اہل عقل اور تاویلات ان آیات و احادیث متشابہات کے مفسرین و محدثین
نے لکھے ہین معنے ظاہر مراد نہین ہے لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر حق سبحانہ کا فرمودہ
ہے یعنے نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز اور وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا
اور صفات الٰہی کا قیاس صفات مخلوق پر نہین ہو سکتا اور تشبیہ دینا ہاتھہ پانون
آنکھہ منھہ کی مخلوقات کے اعضا سے کفر ہی قال القسطلانی فی شرح البخاری
فی کتاب التوحید مفسراً لقولہ تعالی الرحمن علی العرش استوےٰ صفحہ ۳۱۶
قالت المجسمۃ معناہ الاستقرار دفع بان الاستقرار من صفات الاجسام ویلزم منہ الحلول
وھو محال فی حقہ تعالےٰ یعنی کہا مجسمہ نے کہ معنی استوا کا استقرار ہی اور دفع کیا گیا ہی قول انکا بایطور
کہ استقرار صفات اجسام سے ہی اور لازم آتا ہی اس سے حلول اور وہ محال ہے
حق مین اللہ تعالی کے قال الملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر
صفحہ ۴۴ و اذا قیل لہ الرحمن علی العرش استوےٰ فھو اے
جمیع ما ذکر لہ ای للحق سبحانہ صفات لہ متشابہات بلا کیف
ای مجہول الکیفیات وقال فی صفحہ ۴۶ قال الامام الاعظم
فی کتابہ الوصیۃ نقر بان اللہ علی العرش استوےٰ من غیر ان یکون
لہ حاجۃ الیہ واستقرار علیہ وھو الحافظ للعرش وغیر العرش
فلو کان محتاجاً لما قدر علی ایجاد العالم وتدبیرہ کالمخلوق
ولو صار محتاجاً الی الجلوس والقرار فقبل خلق العرش این
کان اللہ تعالےٰ فھو منزہ عن ذلک علواً کبیراً ونعم ما قال الامام

مالک حین سئل عن ذالک الاستواء معلوم والکیف مجہول والسوال عنہ بدعۃ والایمان بہ واجب وہذہ طریق السلف وہو اسلم یعنی قول اللہ تعالی کا الرحمن علی العرش استوی اور جو کچھ صفات مثل وجہ و ید و نفس مذکور ہیں یہ صفات متشابہات ہیں بلا کیف یعنی کیفیت اوسکی معلوم نہیں اور فرمایا امام اعظم نے اپنے وصیت نامہ مین اقرار کرتے ہیں ہم کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی بغیر اوسکی کہ اوسکو حاجت ہو طرف عرش کے اور بغیر قرار وسکونت کی اور وہ حفاظت کرنیوالا عرش کا ہی و غیر عرش کا اگر ہوتا محتاج قدرت کیا ایجاد عالم پر اور انتظام پر اوسکے مانند مخلوق کے اور اگر ہو گیا محتاج بیٹھے کا اور آرام کا پس اول پیدا کرنے عرش کے کہاں تھا اللہ تعالی بلکہ وہ منزہ ہی نشست و آرام سے کمال برتری اور تنزیہ کے ساتھ کیا خوب فرمائے امام مالک نے کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت نامعلوم ہے اور سوال اوس سے بدعت ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور یہ طریقہ سلف کا ہی اور یہ سلامتی کا راستہ ہے اور بہی شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۱۳۷ مین مرقوم ہو اما علوہ تعالی علی خلقہ المستفاد من نحو قولہ تعالی وہو القاہر فوق عبادہ فعلو مکانتہ و مرتبۃ لا علو مکان کما ہو مقرر عند اہل السنۃ والجماعۃ یعنے بلندی و برتری اللہ تعالی کے خلق پر جو ثابت ہے وہو القاہر فوق عبادہ سے پس وہ بلندی درجہ کی اور مرتبہ کی ہی نہ بلندی مکان کی جیسا کہ مقرر ہی نزدیک اہل سنت و جماعت کے اور مواہب اللدنیہ کی کیفیت معراج مین بیچ معروضات عرش عظیم کے خدمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہے یا حبیبی ان تشہد لی بالبراءۃ مما نسبۃ

یا حبیبی ان تشهد لی بالبراۃ مما نسبہ اہل الزور
الی و تقولہ اهل الغرور علی زعموا انی اسع من
لا مثل لہ و احیط بمن لا کیفیۃ لہ یا محمد من لاحد
لذاتہ و لا عد لصفاتہ کیف یکون مفتقرا الی مکان او محمولا
علی اذا کان الرحمن اسمہ والاستواء صفتہ متصلۃ
بذاتہ فکیف یتصل لی او ینفصل عنی یا محمد وعزتہ
لست بالقریب منہ وصلا و لا بالبعید عنہ فصلا
و لا بالمطیق لہ حملا اوجد لی منہ رحمۃ و فضلا و لو
محقنی لکان حقا منہ عدلا یا محمد انا محمول قدرتہ و معمول حکمتہ
شیخ عبد الحق اسکا ترجمہ مدارج النبوۃ میں یہ لکھے ہیں ای حبیب من ا
کہ گواہی دہی مرا براۃ من آنچہ نسبت کردہ اند بمن اہل زور و افترا
کردہ اند بر من اہل غرور کہ من گنجائی دارم کسی را کہ مثل ندارد و احاطہ
میکنم بکسی کہ نیست مر او را کیفیت یا محمد کسیکہ حد نیست ذات او را و
عد نیست صفات او را چگونہ مفتقر باشد بمن و محمول باشد بر من چون رحمن
اسم اوست و استوا صفت او و صفت او متصل است بذات او چگونہ
متصل شود بمن یا منفصل گردد از من یا محمد سوگند بعزت وے نیستم من
قریب بوے بوصل و نہ بعید از وی بفصل و نہ حامل و ونہ موسع او ایجاد کرد
مرا بفضل خود و اگر خواہد محق کند مرا بعدل خود من محمول قدرت اویم
و معمول حکمت او و لا فی زمان در جہت نسبت یعنی بالا پائین و

پیش و پس و چپ و راست نیست و در جائے نیست و در زمانے
نیز چہ اینہا ہمہ از صفات عالم است و پروردگار عالم بر صفات
عالم نبود مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے قول الجمیل میں فرمایا ہے صفحہ
۲۶ منزہ من جمیع سمات النقص والزوال من
الجسمیۃ والتحیز والعرضیۃ والالوان والاشکال والانفعال
اوسکے ترجمہ کی یہ عبارت ہے ایسا واحد ہے جو پاک ہے انفعال
اور زوال کے سب نشانیوں سے مجسم ہونے سے اور احتیاج
مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال
سے یعنے جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے واما ماورد
من الاستواء علی العرش والضحک واثبات الیدین فنؤمن
به علی الجملة ثم نكل تفصيله الى الله تعالى ونعلم البتة انه
ليس كمثل اتصافنا بالتحيز وغيره بل ليس كمثله شيء وهو السميع البصير
ونعلم انه شيء ثابت لله تعالى كما اثبت في محكم كتابه اور
عبارت ترجمہ یہ ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے استواے علے العرش
ضحک اور اثبات یدین کا سو اسپر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا
تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنے وہی خوب جانتا ہے
کہ کیا مراد ہے استواے علے العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں
کہ اوسکے استوا وغیرہ میں ہمارا سا اتصاف بالتحیز وغیرہ نہیں بلکہ
خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں
ہم کہ استوا علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالی کے واسطے

چنانچہ اوس نے اپنے کتاب محکم مین اوسکو ثابت کیا ہے
عبارت حاشیہ یہ ہے یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھین تو
مکانیت اور جگہہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اوسکے استوا مین
لازم نہین وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے اور

صفحہ ۴۰ مین مندرج ہے **ثم یتصور حضورہ تعالیٰ و نظرہ ومعیتہ تصورا جیدا مستقیما مع تنزیہہ عن الجہۃ والمکان حتی یستغرق فی ہذا التصور**
ترجمہ پہر اللہ تعالیٰ کے حضور اور نظر اور اوسکی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اوس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہان تک تصور کو جماوے کہ اوسمین ڈوب جاوے۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے باب پنجم الٰہیات تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین۔ عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالے را مکان نیست و اورا جہتی از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت وجماعت ایضاً عقیدہ بست و یکم آنکہ بندہ را اتصال مکانی و قرب جسمانی با حضرت حق تعالی متصور نیست قربیکہ درینجا متصور است بدرجہ و منزلت و رضامندی و خوشنودی است و بس و ہمین است مذہب اہل سنت اور عقاید نسفی مین مرقوم ہے **ولا یتمکن فی مکان**

ور شارح اوسکے سعد الدین تفتازانی لکھے ہین واذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جہۃ لا علو و لا سفل ولا غیرھما یعنے نہین قرار پاتا ہے بیچ کسی مکان کے اور جبکہ مقید نہین ہے کسی طرف مین فوق و تحت و پس و پیش و راست و چپ اور سیر معراج واسطے ملاحظہ ہونے کارخانجات قدرت آلہی مثل دوزخ و بہشت و آسمان و سدرۃ المنتہے و عرش و رویت آلہی بعین الیقین جو عالم علوی پر منحصر ہے واقع ہوئی اور جائے کلام کرنے کی جیسا موسی علیہ السلام کے واسطے کوہ طور مقرر ہوا حضرت سید المرسلین محمد مصطفے علیہ الہ آوسلم کے واسطے عرش مقرر ہوا اگر اللہ سبحانہ عرش پر مستقر و محصور و محمول و مقید مثل مخلوق ہے تو پھر دوبارہ دیدار آلہی سید العالمین کو سدرۃ المنتہے کے قریب کیسا ہوا قال تعالی ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی یعنے تحقیق دیکھے شفیع المذنبین نے رب اپنے دوسرے مرتبہ نزدیک سدرۃ المنتہے کے اگر در صورتیکہ شدید القوی سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہو تو فاوحی الی عبدہ مین اختلاف ضمایر ہوتا ہے اور اسم الہی ما قبل مین ہی نہین اسواسطے شدید القوی سے حق تعالے مراد لینا مناسب ہے اللہ تعالے ہرگز مقید و محمول و محصور عرش کا نہین ہے

بلکہ عرش و آسمان و زمین کا تھامنے والا اور قایم رکھنے والا وہی ہے
جیسا کہ فرمایا ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا یعنے بیشک اللہ تعالی
تھامتا ہے آسمان و زمین کو اور حفاظت کرنے والا ہے اونکا
زوال پانے سے - اور محتاج عرش کا نہین ہے جیسا کہ قول امام
اعظم صاحب کا ہے قبل پیدا کرنے عرش کے جیسا تھا اب بھی
ویسا ہی منزہ ہے جیسا کوہ طور اور بیت اللہ و بیت المقدس مسکن
اور جاے قرار اللہ تعالی کی نہین ہے اسی طرح عرش بھی جا سکونت
اللہ تعالی کی مانند مکان و نشست گاہ مخلوق کے نہین ہے اگر عرش
کو بود و باش کی جا اللہ تعالی کی سمجھتے ہین تو پہلے کوہ طور کو جاے
سکونت جناب الہی کا کہین کہ موسے علیہ السلام سے وہان کلام
فرمایا اور اوس سے اول جنت کو مسکن و موطن جناب باری سمجھین
کہ آدم علیہ السلام سے وہان کلام فرمایا قلنا یا ادم اسکن انت
و زوجک الجنۃ لیکن بحکم محکم وھو معکم اینما کنتم واذا سالک عبادی عنی فانی
قریب وہ سب مخلوقات کے ساتھ ہے اور اوس سے قریب ہے
اور مقید و پابند کسی ایکطرف اور ایک جاے کا نہین ہے اور وقت دعا
جو ہاتھ اوٹھاتے ہین طرف آسمان کے اسواسطے کہ سایل کا
عادت ہاتھ اوٹھانے کی ہے اور سنت سید المرسلین علیہ السلام

یہی ہے اگر جہت فوق مین حق سبحانہ مقید ہوتا تو دعا سجدہ مین
جایز نہوتی حال آنکہ وفی السجود حصن حصین مین بیچ احوال
اجابت کے بحوالہ مسلم وابی داود ونسائی لکھے ہین علی ہذا القیاس
جہت قبلہ محض نماز کے واسطے شرط ہے دعا کے واسطے شرط
نہین ہے چنانچہ بروایت بخاری باب استسقا مین ثابت ہوا
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا واسطے
پانی برسنے کے کئے درحالیکہ خطبہ پڑھتے تھے اس سے واضح ہوا
کہ وقت دعا روبقبلہ ہونا ضرور نہین کہ خطبہ مین حضرت سید العالمین
علیہ السلام متوجہ طرف اصحاب کے تھے پس بمضمون فاینما تولوا فثم وجہ اللہ
ادس حالین دعا کئے اور اللہ تعالے نے قبول فرمایا اس سے
صاف روشن ہوا کہ ذات جناب الٰہی مقید جہت قبلہ وجہت فوق
نہین ہے وھو معکم اینما کنتم پس بموجب آیات واحادیث موصوفہ کہ بعض
مذکور ہوئے ہین اور بعض بخوف طول مرقوم نہوئین استوا وفوقیت
قرب ومعیت واحاطہ ووجہ ونفس وعین وید وقبضہ وقدم وکرور دار
وصورت وصعود ونزول واتیان وضحک وتعجب وتقرب بہ باع وتقرب
بہ ذراع ومشی ہرولہ واصابع وساق جو ثابت ہین بہ حقایق وصفات

که ایمان لانا اوسپر واجب ہے اور کیفیت اوسکی معلوم نہین آدمی اپنے
اعضا پر اوسکا قیاس نکرے ظاہر ہے که آدمی کے ہاتھہ پاون آنکھہ
صورت مین اور گہوڑے اور ہاتھی اور اونٹ کے ہاتھہ پاون آنکھہ صورت
مین زمین آسمان کا فرق ہے خالق اور مخلوق کو کیا نسبت که وه
جسم ومکان وجہت سے منزه ومبرا ہے ذرہ غور کیجئے که ہوا ایک
مخلوق ہے که آمد ورفت اوسکی سبکو متیقن ہے صورت اوسکی
کوئی نہین دیکہتا ہے اوسکی صورت شکل چال ہاتھہ پاون اعضا
آدمی یا حیوانات کے مشابہ نہین ہین بیچ صفحه (۵۷۳) شرح
مواقف کے جہت ومکان واستوا کے بحث مین مندرج ہے

لها ظواهر ظنية لا تعارض اليقينيات على نفي المكان والجهة
كيف ومهما تعارض الدليلان وجب العمل بهما ما امكن فاذا لم
فتأول الظواهر اما اجمالا ويفوض تفصيلها الى الله تعالى

یعنے جو آیات متشابہات واحادیث متشابہات سے جہت
ومکان واستوا ثابت ہے اوسکے معنے ظاہری سمجھنا ظنیات سے
ہین که آیات محکمات یقینیات کے معارض ومخالف نہین ہوسکتے
نفی مکان وجہت پر جبکه معارض ہون دلایل پس واجب ہے عمل
اونپر جب تک که ممکن ہو اور اگر ممکن نہو پس تاویل کیے جاتے
ہین ظنیات مجملا اور تفویض کیجاتی ہے تفصیل اوسکی طرف الله تعالے
کے چنانچه وجه یعنے منہه مراد اوس سے ذات ہے۔ اور نفس یعنے جی
مدعا اوسکا علم ہے۔ اور عین یعنے آنکھه مراد اوس سے صفت بصارت
ہے۔ اور ید یعنے ہاتھه مراد اوس سے قدرت ہے۔ اور یمین

یعنی دست راست قدرت کاملہ یا قبضہ قدرت کا اشارہ ہے
اور استوا یعنی قایم ہونا اوسکا معنے غلبہ ہے اور جاء ربک
کی تاویل جاء امر ربک ہے۔ اور ءامنتم من فی السماء
کی تفسیر من حکمہ فی السماء ہے۔ اور جو باندی نے اشارہ کی
طرف آسمان کے اور سید العالمین صلعم نے اوسکو مومنہ فرمایا
وہان مراد اشارہ سے خالق آسمان کی ہے کما فی شرح المواقف وغیرہ مخفی نرہیگا کہ یوم
یکشف عن ساق کی تفسیر صاحب مدارک نے یہ لکھی ہے والجمہور علی ان الکشف عن الساق
عبارۃ عن شدۃ الامر ومعنی یوم یکشف عن ساق یوم
یشتد الامر ویصعب ولا کشف ثم ولا ساق
ولکن کنی بہ عن الشدۃ لانہم اذا ابتلوا بشدۃ
کشفوا عن الساق وھذا کما تقول للاقطع الشحیح
یدہ مغلولۃ ولا ید ثمہ ولا غل وانما ھو کنایۃ عن البخل
یعنی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کشف ساق سے
مراد امر شدید ہے پس معنے یہ ہے کہ سخت ہوگا کام اور نہ
کشف ہے وہان نہ ساق ہے لیکن کنایہ ہے شدت سے اس
واسطے کہ جب سخت کام میں اوکے پڑتے ہیں کھولتے ہیں ساق
جیسا کہ بخیل مقطوع الید کو کہتے ہیں کہ ہاتھ اوسکے بندے
ہوئے ہیں حالانکہ نہ ہاتھ ہیں نہ بندش ہے اور بقول بعض ساق سے
مراد تجلی ہے چنانچہ روایت کی بخاری نے اخیر کتاب الرقاق
باب الصراط میں اور کتاب التوحید میں ابوہریرہ رضہ اور دیگر رضہ
سے حال میدان قیامت میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ے فیاتیہم اللہ فی غیر الصورۃ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون
نعوذ باللہ منک ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا اتانا
ربنا عرفناہ فیاتیہم اللہ فی الصورۃ التی یعرفون
فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا یعنے اویگا
اللہ تعالے اوس صورت مین کہ نہ پہنچانینگے مومنین پس عرض
کرینگے پناہ مانگتے ہین ہم ساتھہ اللہ تعالے کی تیرے سے یہان
قیام ہمارا ہے جبتک کہ آوے رب ہمارا جبکہ اویگا رب ہمارا
پہچانینگے ہم اوسکو پس اویگا اللہ تعالے ایسی صورت مین کہ پہچانینگے
پس فرماویگا مین تمہارا رب ہون پس عرض کرینگے تو ہمارا رب ہے
قسطلانی اسکی شرح مین لکھے ہین کہ وہ مقام امتحان ہوگا شاید کوئی
فرشتہ قایل ول ہوگا۔ علما خلاف صفات الہی دیکھکر انکار کرینگے مراد وقت
تجلی ثانی مین صفات تنزیہ و تجلی دیکھکر پہچانینگے بعض نے صورت
سے علامت و دلیل لکھے ہین جیسا کہ صورت مسئلہ صورت مقدمہ
کہتے ہین۔ اور تجلی صفات الہیہ کے انواع بہت ہین خواب و مشاہدہ
و مراقبہ مین بھی ممکن ہے از انجملہ کشف ساق و غمام و نار وغیرہ
وارد ہوا ہے چنانچہ فرمایا یوم یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام
یعنے اویگا اونکے طرف اللہ تعالے سایہ بان مین ابر کے اور ارشاد
ہوا فلما جاءہا نودی ان بورک من فی النار ومن حولہا
وسبحان اللہ رب العالمین یا موسی انہ انا اللہ العزیز الحکیم
یعنے جبکہ آئے موسی علیہ السلام کوہ طور پر ندا ہوئی کہ برکت دا
جو کہ روشنی مین ہے اور اطراف اوسکے اور پاکی سزاوار ہے اللہ تعالی کو جو
پروردگار ہے سب عالم کا اے موسے بیشک مین اللہ غالب حکمت والا

ہون اور فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا
یعنے جب تجلی کیا رب نے پہاڑ پر بنایا اوسکو ریزہ ریزہ اور گری
موسے بیہوش ہوکر یہ اقسام اختلاف تجلیات صفات وحقایق ہین
اگر ذات مقدسہ الٰہی خاص عرش پر مستقر ومحمول ومقید ہوئی تو پہر
نزول اوسکا سدرۃ المنتہی و آسمان دنیا پر آخیر شب مین درصورت عدم تاویل کیسا
ممکن ہوتا اور موجود ہونا ساتوین زمین پر اور قرب ومعیت درصورت
عدم تاویل کیسی ہوسکتی اور تجلی زمین کوہ طور پر کیسی ہوئی اور دیدار
جنت مین مومنین کو کیسا جایز ہوگا پس باتباع سلف قرب ومعیت کی تاویل کرنا کہ
علمی ہے اور استوا کا معنے جلوس کہنا اور بخلاف سلف تاویل علمیہ
نکرنا نفسانیت سے خالی نہین ہے بلکہ حق سبحانہ جسم وجہت و
مکان سے منزہ ہے لیکن جہت فوق کی نسبت کرنا عین ادب
ہے جیسا کہ وھو القاھر فوق عبادہ اور ءامنتم من فی السماء
ارشاد ہوا ہے یعنے حکمہ فی السماء اور جو صوفیہ وجودیہ کہ
اللہ تعالے کی موجودیت ذاتی ہر مکان مین ثابت کرتے ہین وہ نیز
مولوی وحید الزمان صاحب نہاتے صفحہ ۳۲۷ مین اعتراض
کئے ہین کہ اس سے موجود ہونا ذات الٰہی کا جائے نجاسات وغیرہ
مین لازم آتا ہے یہ کمال بے ادبی ہے۔ جواب اوسکا یہ ہے
کہ احاطہ وقرب ومعیت الٰہی مخلوقات سے بسبیل تنزیہ ہے
جیسا کہ اوسکی شان کے سزاوار ہے کیفیت اسکی معلوم
نہین یہ صفت صفات متشابہات سے ہے چنانچہ آیہ شریفہ وکان
اللہ بکل شئ محیطا اور یہ حدیث قدسی بیشتر مذکور ہوئے
کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ تقرب

مکانی و معیت جسمانی جو تم اپنے ذات پر قیاس کرتے ہو مثلاً چاند
قرب و معیت ہر ایک شخص کو اپنے اپنے گھر مین حاصل ہے
اور مسافر راہ نورد فرسنگ ہا میدان مین دیکھتے چلے جاتے ہین
کہ ہمارے ساتھ موجود ہے اور چلا آتا ہے نور اوسکا ہمکو محیط
ہے قال علیہ السلام انکم سترون ربکم کما ترون ھذا
القمر رواہ البخاری فی کتاب التوحید وروی
فی باب اخبار الجاھلیۃ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالھا الشاعر کلمۃ
لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل یعنے راست ترین سخن
جو کہا شاعر نے کلمہ لبید شاعر کا ہے کہ آگاہ ہو ہر شئے سوا اللہ
تعالے کے باطل ہے اور حزب اعظم مین ملا علی قاری نے یہ
دعا نقل کئے ہین حدیث شریف سے اللھم انت الاول
فلیس قبلک شئ وانت الاخر فلیس بعدک شئ
وانت الظاہر فلیس فوقک شئ وانت الباطن
فلیس دونک شئ یعنے یا الہی تو اول ہے پس نہین ہے اول
تیرے کوئی چیز اور تو آخر ہے پس نہین ہے بعد تیرے کوئی چیز
اور تو ظاہر ہے پس نہین ہے اوپر تیرے کوئی چیز اور تو باطن
ہے پس نہین ہے سواے تیرے کوئی چیز جیسا کہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے ھو الاول والاخر والظاھر والباطن
وجودیہ وجود باری کی مثال دریا اور مخلوق کی مشابہت حباب و موج
کے موافق موہوم و معدوم سمجھتے ہین اور موجود حقیقی اللہ تعالے
کو سمجھتے ہین اور علماے ظاہر نے مغایرت واجب و ممکن مین مقرر کرکے

ہین لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح دونون فرقون بابا
مصالحت اور موافقت کردیے ہین چنانچہ مکتوب ہشتادم جلد ثالث
مین مخلوقات کے نسبت مثال ظلال فرمائے ہین یعنے ظل زید
مثلاً جو آئینہ مین ہے حقیقۃ عین زید نہین ہے لیکن کانہ ھو
معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ خود زید ہے پس اگر نجاست پر ظل آفتاب
یعنے شعاع اور دہوپ پڑے نہ دہوپ نجس ہوتی ہے نہ آفتاب
کو اوسکا اثر پہونچتا ہے اور اللہ تعالے کی ذات اس مثال سے
برتر ہے لیس کمثلہ شی نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز اور
اور مکتوب دوصد و ہشتاد و ہفتم جلد اول مین فرمائے ہین۔
؎ اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس
ہمہ احاطہ و سریان و قرب و معیت حق سبحانہ نزد
محققین ارباب سلوک کہ بنہایت کار رسیدہ اند علمی است موافق
علمای اہل حق شکر اللہ سعیہم اور مکتوب سی و یکم جلد اول مین فرماتے
ہین فالصواب ما قالہ العلماء من اہل السنۃ من القرب العلمی
والاحاطۃ العلمیۃ یعنے صواب ہے قول علمای اہل سنت
کا کہ قرب الہی علمی ہے اور محیط ہر شے کو علم اوسکا ہے اور بیضاوی
و مدارک وغیرہ مین ان اللہ کان بکل شی محیطا کی تفسیر مضمون
بعض القرآن یفسر البعض ان اللہ قد احاط بکل شی علما کی
مطابق لکہے ہین اور وھو معکم اینما کنتم کی تاویل بالفضل والرحمۃ
خصوصاً و بالعلم والقدرۃ عموماً کہے ہین۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
نے تفسیر سورۂ بقرہ مین ان اللہ مع الصابرین کا مضمون یہ لکہے ہین۔

زیرا کہ صبر کنندگان بتکلیف بخلق او تعالی کہ صبور و حلیم است خود را متخلق میسازند و ہر کہ خود را متخلق باخلاق الٰہی ساخت معیتی دیگر در معیت علمی و قدرتی کہ باہر مخلوق او تعالی را ثابت است نسبت بان کس او تعالے را حاصل شد و از آثار آن معیت خاصہ توفیق و امداد و تائید و نصرت بر نفس و شیطان و اعدای انس و جان است کہ مانع از ذکر و شکر و باعث بر کفران نعمت ہا می شوند۔ پس جیسا کہ معیت و احاطہ و قرب علمی و قدرتی تاویل سے کئے ہین اسیطرح استوا و فوق عرش بلا کیفیت کہنا چاہئے پس عرش سے بھی معیت و قرب علمی و قدرتی تو احاطہ و استوای علمی و قدرتی و غلبہ امر تاویل کرنا چاہئے نہ جلوس و قیام حقیقی مثل جلوس مخلوقات و تخت نشینی بلکہ احاطہ و استوا جو اوسکی شان سے سزاوار ہے چنانچہ بیضاوی و مدارک وغیرہ مین استوی امرہ مراد لکھی ہین یعنی غالب ہوا حکم اللہ تعالی کا عرش پر چنانچہ فرمایا ہے واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور انتہا کے صفحہ ۳۲۹ مین یہ مضمون لکھے مین کہ جو لوگ جہت کی تنزیہ کرتے ہین رب العالمین کو لاشی سمجھتے ہین یعنی معدوم پس وہ لوگ اللہ تعالے کے وجود کے منکر ہین۔ جواب اوسکا یہ ہے کہ تنزیہ جہت سے ذات الٰہی کے جو ملا علی قاری و شیخ عبد الحق و شاہ ولی اللہ صاحب و شارح مواقف وغیرہ لکھی ہین بلکہ پیشتر وہ عبارات منقول ہوے ہین پس منزہ جہت سے کرتے مین اگر لاشی ہونا لازم ہوتا تو تمام حکما و متکلمین تنزیہ جہت سے نہ کرتے کسی نے بھی حکما و متکلمین سے جہت ثابت نہین کیا شاید یہ لوگ موافق قول کم عقلون کے کہ جسکو اسم ہے اوسکو جسم ہی ذات خالق کو جسم ثابت کرتے

ہین پس ہوا اور جن و ملائکہ عالم ارواح جو دیکھتے نہین اسکو بھی لاشے
و معدوم کیون نہین کہتے باوجودیکہ قیاس سے بالکل انکار رکھتے ہین لیکن
پھر ذات باری کا قیاس عالم اجسام پر کرتے ہین ~ شعر ~ وہمندرا
یا وہ زبان کلید ٭ کز اندازۂ خویشتن در تو دید ٭ برخلاف متقدمین
اللہ سبحانہ کو جہت فوق مین مقید سمجھتے ہین اور جسکو جہت نہو اوسکو
معدوم جانتے ہین یہ غور نہین کرتے کہ ہوا ایک ادنے مخلوق
ہے کوئی آنکھون سے اوسکو دیکھتے نہین شش جہت مین موجود
ہے کسی ایک جہت مین اوسکو مقید نہین کرسکتے خالق آسمان و
زمین جہت فوق مین خاص عرش پر کیسا مقید ہوسکتا ہی جو کہ مقید جہت
کا ہو اوسکو جسم لازم ہوتا ہے حال آنکہ اوسکے ذات مقدس بلاتشبیہ
منزہ ہے جسم و مثل و نظیر و تشبیہ سے لیس کمثلہ شی اوسکی شان
ہے پس ہوا جبکہ مقید جہت کی نہین ہوسکتی اور جسم اوسکا نہین تو کہتے ہین
توصاحب انتہا ہوا کو بھی شاید لاشی اور معدوم سمجھتے ہونگے اور جو لوگ متشابہات
صرف حروف مقطعات کو سمجھتے ہین اور دوسرے آیات کو محکمات
کہتے ہین خلاف اقوال متقدمین ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
مین اور جلال الدین سیوطی نے اتقان مین وجہ و عین و ید و استوا وغیرہ
صفات آلہی کو متشابہات مین داخل کیا ہین۔ قصیدہ امالی
جو عقاید مین مشہور ہے اوسمین مندرج ہے۔

نسمی اللہ شیئاً لا کالاشیاء نام رکھتے ہین ہم اللہ کا شی نہ مانند دوسرے اشیاء کے ورب العرش فوق العرش لیکن اور رب عرش کا عرش پر ہے لیکن	وذاتاً عن جہات الست خالی اور ذات کہ شش جہت سے خالی ہے بلا وصف التمکن والتصل بغیر صفت جا مکان لئے ہوے اور متصل ہونے کے

پس معلوم ہوا کہ استواء عرش صفت متشابہات سے ہے کیفیت اوسکی معلوم نہین اور حق تعالے محتاج عرش کا نہین ہے ومحمول ومحصور ومقید عرش کا نہین ہے اور جہت اور مکان سے منزہ ہے۔ اور اعضا ہاتھہ پاون اور جلوس تخت مانند مخلوقات کے ثابت کرنا گمراہی ہے چنانچہ خود فرمایا ہے لیس کمثلہ شئی نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز پس مضامین احتوا مولفہ صدیق حسن خانصاحب نواب بہوپال اور صاحب انتہاکے تحریرات بالکل اہل سنت وجماعت کے موافق نہین اسواسطے کہ انہون نے باب پنجم مین انتہا کے اقوال ابن تیمیہ ومحمد ابن عبدالوہاب نجدی وقاضی شوکانی نقل کئے ہین شاید اونکے مقلدین سے ہین۔

فصل غیر مذہب کی امامت مین جو سوال کئے ہین جواب اوسکا یہ ہے قال فی شرح العقاید النسفیہ صفحہ ۱۵۱ ویجوز الصلوۃ

خلف کل بر و فاجر القولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بر و فاجر کذا فی شرح الفقہ الاکبر صفحہ ۸۰ یعنے جایز ہے نماز پیچھے ہر نیک و بد کے بدلیل فرمودہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہو پیچھے ہر نیک و بد کے قال الشمنی فی کمال الدرایتہ فی کتاب الصلواۃ اما الجوز افلما اخرجہ الدار قطنی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوا خلف کل بر و فاجر وصلوا علی کل بر و فاجر وجاھدوا مع کل بر و فاجر انتہی کذا فی شرح الفقہ اکبر صفحہ ۹۱ فی الفتاوی العالمگیریتہ یجوز الصلوۃ خلف صاحب ھوی و بدعتہ ولا یجوز خلف الرافضی والجہمی والقدری والمشبہۃ ومن یقول بخلق القران یعنے جایز ہے نماز پیچھے اہل ہوا و بدعت کے اور نہیں جایز ہے پیچھے رافضی اور جہمی اور قدری اور مشبہہ کے اور جو کہ مخلوق کہے قران کو وفی کمال الدرایہ لا تجوز الصلوٰۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شافعی مذہب کی

امامت کے واسطے بھی یہ شرط فتاوی عالمگیریہ میں لکھی ہین وا
یکون متعصبا یعنے نہو متعصب پس جو غیر مقلدین کہ عرش کو
جاے سکونت اللہ تعالے کی کہتے ہین اور محسوز اور محمول او
مقید عرش کا سمجھتے ہین اور شفاعت حضرت سید العالمین صلعم کا
انکار کرتے ہین اور تعصب بے نہایت رکھتے ہین کہ ایمہ اربعہ کی
اہانت کرتے ہین اور تقلید اور تعیین مذہب کو شرک کہتے
ہین اور اہل سنت وجماعت کو مشرک یا کافر کہتے ہین اونکی
اقتدا نماز مین جایز نہین ہے اور ایسے لوگون کے نماز جنازہ
مین شریک ہونا نہین چاہیے اور جو فاسق کہ عقاید درست
رکھتا ہے اوسکی اقتدا کرنا نماز مین مکروہ ہے اور نماز جنازہ
اوسکی ترک کرنا نہین چاہیے وفی العالمگیریۃ فی باب البغاۃ
من قتل من اهل البغی فانہ لا یغسل ولا یصلی علیہ یعنے
جو قتل کیا جاوے باغیون سے نہ غسل دیا جاوے اور نہ نماز پڑھی جاوے

اور ظہیر اسواسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نہیں گذرے ہیں باغیوں پر پس مخالفین اہل سنت
مانند باغیوں کے ہیں اسواسطے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنا واجب
ہے دلایل اوسکے انتصار الحق و مدار الحق و فتح المبین وغیرہ میں مفصل مذکور
ہیں اور راقم نے فتح المجتہدین میں بھی دلایل وجوب تقلید نقل کیا ہے
فی الحال اہل سنت کا انحصار حرمین شریفین و تمام عالم میں بیچ ان چار
مذہب کے ہے حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی جو شخص کہ سوائے ان چار مذہب کے اجتہاد
کرے وہ بدعتی ہے اور مذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے الحمد للہ الذی
ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ تمام شد رسالہ
صفات متشابہات مولفہ محمد خلیل الرحمن عفا اللہ عنہ ساکن بلدہ برہانپور
الحال مقیم شہر حیدر آباد کمترین مریدان و خادمان جناب حضرت مسکین شاہ صاحب
مدظلہ العالی بعون اللہ و حسن توفیقہ

قطعہ تاریخ اتمام رسالہ ہذا از محمد سعد الرحمن ابن محمد خلیل الرحمن مولف آن

از فضل حق این جواہر دین — باحق بینی مصنفش سفت
پیر خرد از برای سالش — تحقیق عمیق استوا گفت

۱۳۰۶ھ

تمام شد

ناظرین کی خدمت میں گذارش یہ ہے کہ صحت نامہ ہذا
کے موافق اول اس رسالہ کو صحیح فرما کر پھر ملاحظہ شروع کریں